رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

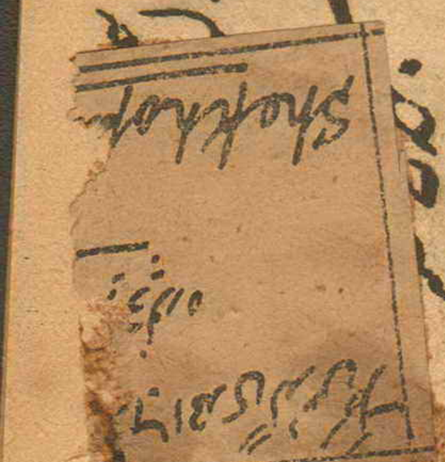

فاروق

قادیان

انڈیا سے باہر پیشگی پیہ (۵) روپیہ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۵) | قادیان مورخہ ۷ جون ۱۹۳۰ء مطابق ۹ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ | نمبر (۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ خدا کے فضل و رحم سے ہر طرح بخیریت ہیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی عمر دراز باد

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

لاہور کے ہندو اخبار ٹریبیون کے ایڈیٹر نے اپنے پرچہ مورخہ ۳ جون میں جو ۲ جون کی صبح کو شائع ہوا یہ نہایت سنسنی خیز اور تشویشناک خبر شائع کی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی ہفتہ کے دن یکایک حرکت قلب بند ہونے سے (نصیب اعداء) وفات ہوگئی ہے۔ اور ایسی ہولناک اور دل شکن خبر کی بناء ایسے نامعلوم الاسم والحال شخص کیطرف کی گئی ہے۔ جس نے کہیں سے بذریعہ ٹیلیفون ایڈیٹر ٹریبیون کو اطلاع دی۔ جس کو ٹریبیون کے ناعاقبت اندیش اور مدہوش ایڈیٹر نے بلا پس و پیش و تحقیق و تدقیق اپنے فرائض سے غافل ہو کر صفحہ اوّل پر نمایاں طور پر نقل کر کے تمام ہندوستان اور غیر ممالک کے احمدیوں میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ جس کی وجہ سے ہزار ہا روپیہ تاروں پر دو دن کے اندر خرچ ہو گیا۔ اور پھر پشاور۔ ملتان۔ منٹگمری۔ کرنال۔ لائل پور۔ اوکاڑہ۔ لاہور۔ مالیر کوٹلہ وغیرہ کئی مقامات سے احمدی احباب معہ اہل و عیال قادیان پہنچ گئے۔ کاش ٹریبیون جیسے مشہور اخبار کا ایڈیٹر کچھ عقل سے کام لیکر تھوڑا سا احتیاط کر لیتا کہ لاہور کی جماعت احمدیہ کے امیر چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بیرسٹر ایٹ لا سے ہی دیگر اردو اخبارات کے ایڈیٹروں کی طرح دریافت کرتا۔ تو اس نقصان مالی اور قلبی صدمہ پہنچانے کا مرتکب نہ ہوتا۔ ہم نہایت رنج کے ساتھ اس ایڈیٹر کی ناعاقبت اندیشی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اس کو مطلع کرتے ہیں کہ تمام جماعت احمدیہ کی اس مالی زیر باری اور دلی رنج کے معاوضہ کا وہ اخلاقاً اور قانوناً ذمہ دار ہے۔ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے کہ حضور نے اپنی دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مواخذہ قانونی کرنا پسند نہیں کیا تمام جماعت ہائے ہند کے نقصان و ہرجانہ سے وہ بری نہیں کیا جا سکتا جسکی قانونی جوابدہی کیلئے اس کو تیار رہنا چاہیئے۔ اور اپنے ٹیلیفونی مخبر کاذب کو بھی اس بوجھ کو اٹھانے کیلئے اپنے ساتھ ملا لینا ضروری ہے۔ مزید افسوس ہے۔ کہ اس نے جس شتق اور جلد بازی سے اس جھوٹی مصنوعی اور عجلی خبر وفات کو شائع کیا تھا۔ اسکی تردید میں نہایت معمولی الفاظ اور ناموزوں طرز عبارت میں غیر نمایاں جگہ پر اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجون سنہ ۱۹۳۰ء

رندامرتسری

یا

چودھویں صدی کا یہودی

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژ دم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

مولوی ثناء اللہ امرت سری نے اخبار اہلحدیث مجریہ ۹ رمئی سنہ ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۳ پر "ملکی مطالع" کی سرخی کے نیچے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے "قادیان میں قتل وقتال" مرزا صاحب قادیانی کا اخلاق" اس عنوان کے نیچے جو کچھ حاجی رند صاحب نے خامہ فرسائی کی ہے۔ اس کا جواب بھی ابھی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن قبل اس کے کہ مضمون کے متعلق بصورت جواب کچھ عرض کیا جائے۔ حاجی صاحب کے عنوان مضمون کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سو پہلے اسے ملاحظہ فرمایئے گا۔

خدا کی شان رند صاحب جب سے مکہ سے ہو کر حاجی کے خطاب کے ساتھ واپس امرت سر میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں حج کی برکات کے متعلق جو توقع ایک مخلص مسلمان کے لئے ہو سکتی ہے۔ اس کی بالکل برعکس کیفیت حاجی ثناء اللہ میں کیوں ظاہر ہو رہی ہے۔ رندی ہے۔ تو آپ نسبتاً پہلے سے بھی رندانہ حال چال میں بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ غلط بیانی اور جھوٹ کی مشق ہے۔ تو بہ نسبت سابق حالت کے اس حد تک ہے۔ کہ اخباروں میں اس کی کھلی اشاعت روز روشن میں بکف چراغ دارد کی مصداق نظر آتی ہے۔ رسم الخط یا املاء اور انشاء پردازی میں الفاظ کے غلط استعمال کا وہ سلیقہ سیکھا ہے۔ کہ مولوی فاضل کی ڈگری اور ادارات اخبار کے کام کی نسبت آپ کی طرف کرنا مناصب معززہ کی صریح ہتک ہے۔ ہاں ان حالات میں اب آپ کی نسبت آپ کے اسم مبارک کی جگہ صرف حاجی رند صاحب کا فقرہ استعمال کیا جائے۔ تو ناموزون اور غیر مناسب نہ ہوگا ۔

معزز ناظرین پہلے آپ کی توجہ کو اس فقرہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ جو "قادیان میں قتل وقتال" کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔ کیا اس فقرہ کے پڑھنے والا یہی بات نہ سمجھے گا۔ کہ قادیان میں قتال ہوا ہے۔ اور پھر وہاں قتال سے قتل بھی ہوا ہے۔ ہمیں اس امر کے متعلق نکتہ چینی کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ چونکہ قتل قتال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو بعد میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جسکی ترتیب بلحاظ فعل و نتیجہ فعل فن بلاغت میں قتال اور قتل کی صورت میں ہونی چاہیئے تھی۔ فاضل صاحب نے اسے کیوں نہ ملحوظ رکھا۔ اس بات کو ہم جانے دیتے ہیں۔ لیکن یہ کہ اس خبر کو پڑھنے والا ان الفاظ سے کیا سمجھے گا۔ اور آیا اس خبر کی تصدیق سے اس کا ذہن اس خبر سے کس طرف منتقل ہوگا۔ اور تذکرۃً اس اخباری واقعہ کو لوگوں کے آگے کیسے بیان کریگا۔ یہ وہ بات ہے۔ جو حاجی رند صاحب کی اخبار کی صحیح ذمہ واری اور خبر رسانی کے لحاظ سے صحیح وقائع نگاری کا پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ اپنے اخبار کے ذریعہ دنیا کو دنیا کے حالات اور ملکی مطالع سے کس احتیاط اور صحت کے ساتھ خبریں پہنچا رہے ہیں۔ جس واقعہ کے متعلق حاجی صاحب نے لکھا ہے اور "قادیان میں قتل وقتال" کا عنوان دیکر ظاہر کیا ہے۔ کہ قادیان میں قتال بھی ہوا ہے۔ اور قتل کا وقوعہ بھی۔ یہ ایسا لغو جھوٹ اور غلط افواہ اڑائی گئی ہے۔ کہ جس کی بنا پر ہمیں اوپر کی سطور میں حاجی رند صاحب کے حج کے متعلق الٰہی برکات کے اثرات کا ذکر کرنا پڑا۔ قتال اور قتل کا الزام جس شخص پر دیا جاتا ہے وہ ضلع پشاور کا باشندہ اور گورداسپور سے بٹالہ کو واپس آتے ہوئے بٹالہ کے قریب یہ حادثہ ہوا۔ جس کا قادیان کی سرزمین اور آبادی کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں۔ اب بٹالہ میں جو قتل و قتال کا وقوع ہوا۔ اسے قادیان قرار دینا کس قدر سیاہ جھوٹ ہے جسے اس وقت ہم رندانہ لغزش نہیں بلکہ پاجیانہ حرکت سے تعبیر کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

عنوان مضمون کا دوسرا فقرہ ہے "مرزا صاحب قادیانی کا اخلاق"۔ اگر یہ فقرہ کوئی معمولی ملاں لکھتا تو ہمیں کوئی سروکار نہ تھا۔ اس لئے کہ ملانوں کے متعلق رسم الخط یا املاء کی صحت کی امید رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ رند امرت سری سے حاجیوں کے پاک نمونہ کی۔ لیکن تعجب کی بات ہے۔ کہ مولوی فاضل کی ڈگری کے تمغہ کا فخریہ بار بار ذکر کرنے والا اور مزید برآں اس کے ساتھ رندانہ اور حاجی کی حیثیت کا دم چھلا لگنے سے اچھل اچھل کر اپنی بڑائی کا اظہار کرنے والا یہ فقرہ لکھے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کا اخلاق۔ کیا اخلاق بصیغۂ واحد پایا جاتا ہے یا بصیغہ جمع اور فقرہ یوں ہونا چاہیئے تھا۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کے اخلاق یا اس طرح جو عنوان میں ظاہر کیا گیا؟

ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس شخص کے عنوان کی صحت کی یہ کیفیت ہے۔ اس کے مضمون کے متعلق نیک اور تسلی بخش امیدیں کیا ہو سکتی ہیں ۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اب حاجی رند صاحب کے مضمون کی طرف آتے ہیں سو اس کا بھی جواب سن لیجئے۔ حاجی صاحب نے اپنے مضمون کے پہلے پیرے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس کے حصص کا الحصل نمبروں میں پیش کر کے جواب عرض کیا جاتا ہے۔ ۱ قادیانی غازی نے ایک موحد مسلمان حاجی محمد حسین کو قتل کیا۔ ۲ اس قتل کے دو مرحلے طے ہو گئے۔ ایک یہ کہ قتل ہوا۔ دوم یہ کہ قادیانی مرزائی نے کیا ہے۔ ۳ اس قتل کی وجہ خلیفہ قادیانی اور پریس قادیانی کے نزدیک یہ ہے۔ کہ خلیفہ قادیان اور اس کی بیویوں وغیرہ پر ناجائز الزام لگائے۔ اس لئے جماعت مرزائیہ کو اشتعال ہوا ۴ خلیفہ قادیان کس ہوشیاری سے مقدمہ کے ڈیفنس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ قاتل نے سخت اشتعال دلانے پر قتل کیا درحقیقت یہ قاتل کو تعلیم ہے۔ کہ وہ اپنے فعل کو اشتعال کے ماتحت بتائے۔ واقعی دنیاوی عدالتوں میں مقدمہ بازی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی طریق مستحسن ہے۔ اسی کو کہتے ہیں ؎

یکے درزد باشد دیگر پردہ دار

جواب

(۱) جس کو قتل کا الزام دیا گیا ہے۔ قادیان کا باشندہ تو نہیں ضلع پشاور کا ہے۔ پس یہ حاجی صاحب کی غلط بیانی ہے۔ کہ اسے قادیانی لکھا۔ باقی رہا یہ کہ حاجی رند صاحب کی طرف سے اسے غازی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ پس جس شخص کے نزدیک قاتل غازی کے خطاب کا اہل ہے۔ اسکے نزدیک قاتل کا فعل مذموم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی اسے جرم کی مد میں شمار کرنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی مقتول غازی کے قتل سے موحد مسلمان کی حیثیت میں تسلیم نہیں کیا جا سکتا ؛

(۲) نمبر ۲ کی تصحیح بلیغ عبارت کا مضمون قابل داد ہے کہ قتل کے دو مرحلے طے ہو گئے۔ کس طرح طے ہوئے حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ ایک یہ کہ قتل ہوا۔ قتل ہو جانا حاجی صاحب کے نزدیک قتل کا مرحلہ اعلےٰ ہے۔ اور دوسرا مرحلہ قادیانی مرزائی نے کیا۔ پس یہ دو مرحلے تھے۔ جو حاجی صاحب کے نزدیک طے ہونے ضروری تھے۔ سو الحمد للہ کہ حاجی صاحب کی مراد جو ان دو مرحلوں کے طے ہونے کے متعلق تھی پوری ہو گئی۔

(۳) حاجی صاحب نے نمبر ۳ کی عبارت میں جو کچھ لکھا ہے کہ مقتول کا قتل خلیفہ صاحب اور ان کی بیویوں پر ناجائز الزامات کے سبب سے ہوا۔ کیونکہ جماعت مرزائیہ کو اشتعال ہوا۔ یہ بات قابل استفسار ہے۔ کیا ہم حاجی رند صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ حاجی محمد حسین موحد مسلمان جو مقتول ہوا۔ کیا وہ اخبار مباہلہ کا ایڈیٹر تھا۔ اور کیا اخبار مذکور میں ناجائز الزامات لگانے والا حاجی مذکور تھا۔ امید ہے۔ کہ حاجی ثناء اللہ صاحب اس کا جواب نفی میں دینگے۔ کہ الزامات لگانے والا محمد حسین مقتول نہ تھا۔ جب یہ بات ہے۔ تو پھر حاجی ثناء اللہ کا کیا حق ہے۔ کہ وہ غلط بیانی سے مقتول کی طرف ان الزامات کو منسوب کرتا ہے۔ ہاں ان الزامات کی نسبت مستری عبدالکریم مجروح کی طرف صحیح ہے۔ اور چونکہ وقوعہ رات کے وقت ہوا۔ جبکہ اچھا خاصہ اندھیرا ہو چکا تھا۔ اس لئے کیا معلوم عبدالکریم نے محمد حسین کو قاضی محمد علی سمجھ کر قتل کر دیا۔ یا قاضی محمد علی نے محمد حسین کو عبدالکریم سمجھ کر مار دیا۔ پس ظلمت میں قاتل کے جوش اشتعال سے جو حرکت صدور پذیر ہوئی۔ کہ عبدالکریم کی جگہ محمد حسین قتل ہو گیا یہ اسی طرح کا بے محل فعل سرزد ہوا ہے۔ جس طرح حاجی ثناء اللہ جوش عداوت اور تعصب کو رانہ سے مشتعل ہو کر بجائے اس کے کہ ناجائز الزامات کی نسبت مستری عبدالکریم ایڈیٹر مباہلہ کی طرف کرتا اس کی نسبت حاجی محمد حسین کیطرف کر رہا ہے۔ اور اگر یہ الزام صحیح ہے۔ کہ احمدی قاتل ہے۔ تو بصورت صحت الزام حضرت خلیفۃ المسیح نے قاتل کے فعل کو کہیں بھی مستحسن امر قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی احمدیہ جماعت کے کسی ایسے فرد نے جو حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کی اتباع کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔

(۴) نمبر چار میں حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ خلیفہ قادیان کس ہوشیاری سے مقدمہ کے ڈیفنس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ قاتل نے سخت اشتعال دلانے پر قتل کیا۔ یہ عبارت بھی اپنے مفہوم کے لحاظ سے قابل داد ہے۔

کیا حاجی جی جب کہ آپ اس عبارت سے پہلے لکھ آئے ہیں۔ کہ خلیفہ قادیان اور اس کی بیویوں وغیرہ پر ناجائز الزام لگائے۔ اسی لئے جماعت مرزائیہ کو اشتعال ہوا۔ کیا آپ کے نزدیک ایسے اشتعال کا بوجہ غیرت اور تعلق خلافت کے پیدا ہونا بے محل ہے۔ اگر بے محل نہیں۔ اور ہر ایک فطرت جو اپنے جذبات صحیحہ کے اقتضاء کے ماتحت غیرت کو جوش میں لانے کا مادہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس کا غیرت دکھانا ایسے موقع پر ضروری ہے۔ جس کی بناء پر ایک شخص بوجہ غیرت مشتعل ہو کر قتل پر آمادہ ہو گیا۔ تو کیا ایسے قاتل کو ابھی ایسے سبق پڑھانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ اسے سکھایا جائے۔ کہ اس نے سخت اشتعال دلانے پر قتل کے فعل پر آمادگی ظاہر کی۔ ہاں حاجی ثناء اللہ جیسا بے غیرت رند ہو تو دوسری بات ہے۔ جسکی والدہ ماجدہ کے متعلق اور جس کی ناپاک ولادت اور اس کے بُرے سے بُرے چال چلن کے متعلق اشتہار "غضب حق بر جاہل مطلق" کے نمبر ۲ صفحہ ۲ سطر ۱۸۔ اور پھر صفحہ ۳ پر جو کچھ شائع کیا گیا ہے۔ اور ابھی تک عدالتوں کے دفتروں میں اور دنیا کے کونوں میں موجود ہے۔ اس میں ایسی ایسی فحش اور ناگفتنی اور ناشدنی باتیں الزامات کے طور پر لکھی گئی ہیں۔ جو ایک باحیا اور باغیرت انسان کی موت کے لئے کشتنی اور مردنی اسباب سے کچھ کم اثر رکھنے والی نہیں ہیں۔ لیکن حاجی ثناء اللہ اور رند امرتسری کا کلیجہ اور دل اور گردہ نامعلوم کس پتھر اور سنگ خارا سے تراشا ہوا ہے۔ کہ اسے ٹس سے مس تک اثر نہیں۔ سچ ہے حاجی ہو تو ایسا ہو۔ اور رندی ہو تو ایسی ہو۔ اور حاجی صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ ؎

یکے درزد باشد دیگر پردہ دار

حاجی صاحب نے طوطی کی طرح یہ شعر تو یاد کر لیا۔ کاش برمحل چسپاں کرنا بھی سیکھ لیتے۔ آیئے ہم آپ کو بتائیں کہ اس مصرعہ کا محل استعمال کیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ مولوی کرم دین ساکن بھین نے جب حضرت مرزا صاحب پر کذاب اور لئیم کے الفاظ کی وجہ سے ازالہ حیثیت عرفی کی بنا پر دعویٰ دائر کیا تھا۔ تو گورداسپور کی عدالت میں آپ بھی اس کی پشت و پناہی کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ تب آپ نے مولوی کرم دین جو واقعی کذاب اور لئیم تھا۔ اس کی تائید میں متقی کی تعریف کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ "ایک انسان جھوٹ بول کر بھی متقی کہلا سکتا ہے"۔ حالانکہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا فقرہ بارہا آپ نے قرآن کریم میں پڑھا ہوگا۔ لیکن آپ نے محض ایک کذاب لئیم کو متقی ثابت کرنے کے لئے متقی کی تعریف خلاف شریعت ایسے طور پر کی۔ کہ جس سے آپ کی صرف یہ غرض تھی۔ کہ کرم دین جو واقعی کذاب ہے۔ اس کے کذب پر پردہ پڑا رہے۔ پس آپ اس وقت پردہ دار بنے ہوئے تھے۔ اور کرم دین تو آگے ہی کذاب ہو کر صدق کے خلاف کہنے سے درد حق و صدق بنا ہوا تھا۔ پس ایسے موقع کے لئے آپ اس مصرعہ کو کہ ؎

یکے درزد باشد یکے پردہ دار

استعمال فرمایا کریں۔ نہ کہ ایسے موقع پر کہ جہاں نہ درزدی ہے نہ پردہ داری کا موقع ہے۔ کیونکہ ملزم اشتعال کا خود قاتل اور حضرت خلیفۃ المسیح ملزم کو بصورت قاتل ہونے کے راستگوئی پر آمادہ رکھنے کی ہدایت دینے والے۔ اور اس پر زور دینے والے۔ کیا ایسی صورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں یہ مصرع اس پر چسپاں ہو سکتا ہے؟

لطف پر لطف

حاجی صاحب اپنے مضمون کے دوسرے پیرے کی سُرخی "لطف پر لطف" کے فقرہ سے مزین فرماتے ہیں۔

ناظرین میں نے اس "لطف پر لطف" کی سُرخی کے ماتحت جو کچھ بھی حاجی ثناء اللہ صاحب نے لکھا اُسے پڑھکر دیکھا۔ بجز بے لطفی بلکہ بے لطفی پر بے لطفی کے سوا کچھ بھی نظر نہ آیا۔ ہاں چونکہ اس پیرا کے آخری حصہ میں اور نمبر ۲ سے پہلے حضرت مسیح کی دادیوں اور نانیوں کے زناکار اور کسبی ہونے کی عبارت کو جو حضرت سیدنا مسیح موعودؑ نے بائیبل کے حوالہ کی رُو سے انجام آتھم میں لکھی نقل کیا ہے۔ شائد حاجی صاحب کو اس سے لطف آیا ہو۔ تو بے شک ان کے مذاق اور ان کی پاک فطرت اور پاک ولادت کے لحاظ سے یہ امر ان کے لئے لطف پر لطف کی حیثیت رکھتا ہو۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ لیکن اس کے سوا دوسری عبارت کو بھی دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی فقرہ اور کوئی حصہ مضمون سُرخی سے مناسبت رکھتا ہوا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ ذیل میں ہم اس کو نقل کرتے ہوئے اور جواب دیتے ہوئے اس بات کو واضح کر دیتے ہیں۔ کہ لطف پر لطف ہے۔ یا "بے لطفی پر بے لطفی"

(۱) حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ "لطف پر لطف یہ ہے کہ اس ڈیفنسی تعلیم پر بھی قادیانی الفضل کا ایڈیٹر اپنے خلیفہ کی تعریف کرتا تھکتا نہیں۔ کہ سبحان اللہ خلیفہ صاحب کیسے راست گو ہیں۔ کہ صاف صاف قتل کا اعتراف فرما لیا۔ کوئی تیل و حجت نہیں" حالانکہ اعتراف بھی جو کیا ہے۔ وہ اس لئے کیا ہے۔ کہ قاتل پکڑا گیا ہے۔ قتل کے عینی گواہ موجود۔ اس کا قادیانی ہونا بھی معلوم۔ اس پر ایڈیٹر الفضل کا خلیفۂ قادیان کی تعریف کرنا اس کا مصداق ہے "؎

پیراں نمے پرند مریداں ہمے پرانند"

جواب

حاجی صاحب! مولوی کرم دین کی نسبت جب واقعات صحیحہ اور شہادات ثبتہ کی بنا پر کذاب اور لئیم کے لفظ کا استعمال صحیح ثابت ہو گیا۔ اور عدالت کے فیصلے کے رُو سے وہ حد درجہ کا کذاب اور لئیم ثابت ہوا۔ تو کیا ان شہادات کی تصدیق کے بعد آج تک بھی مولوی کرم دین یا حاجی ثناء اللہ نے عدالت کے اس فیصلہ کے بعد کذاب اور لئیم ہونے کی تصدیق پر آمادگی ظاہر کی۔ اور جب ثناء اللہ جیسے فاضل اور سردار اہلحدیث ہو کر بھی کذب بیانی کو تقوے کے خلاف نہیں سمجھتے۔ تو اس سے کیا ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ سچ بولنا اور صداقت کا اظہار کرنا کتنی دشوار گذار راہ اور کٹھن گھاٹی ہے۔ جس کو عبور کرنا معمولی ہمت کا کام نہیں۔ خصوصاً ایسے وقتوں میں جبکہ جان و مال اور عزت و آبرو پر بنی ہوئی ہو۔ کیا ایسے امتحانوں میں محض اسلئے کہ کہیں جان و مال اور عزت کو نقصان نہ پہنچے لوگ جھوٹ نہیں بول لیا کرتے۔ حتیٰ کہ اہل قرآن اور اہلحدیث کہلانے والے بھی ایسے وقتوں میں فیل ہو جایا کرتے ہیں۔ اور جب کہ گواہ رویت اور عینی شہادت کو پیش کرنے والے ملزم کو پکڑا بھی دیں۔ اور ملزم پکڑا بھی جائے۔ تو کیا اس صورت میں ملزم اور اس کے گواہ اس کے مشیر اور اس کے متولی اور وکیل غلط بیانی سے اجتناب کیا کرتے ہیں۔ یا پھانسی کا حکم سُن کر بھی دروغ گوئی کا پیچھا چھوڑا کرتے ہیں۔ اب ان حالات کے ہوتے ہوئے جب کہ صداقت کا وجود دنیا میں کبریت احمر کی طرح عنقا ہو رہا ہو۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا اظہار صداقت کا نمونہ پیش کرنا کیا اپنے اندر اس درجہ کی شان آپ کے لئے ثابت نہیں کرتا۔ کہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ کیا ایسے نمونہ صداقت کے اظہار پر آپ کی تعریف کرنا یا۔ حقیقت اور امر واقع ہے۔ یا بقول آپ کے ؎

پیراں نمے پرند مریداں ہمے پرانند

کا مصداق ؎

خدا کرتا کبھی تو آپ بھی حق کو سمجھ لیتے

کہ مدت سے بھٹکتے پھرتے ہیں باطل کے کوچوں میں

(۲) حاجی صاحب "لطف پر لطف" کے پیرے کے بعد لکھتے ہیں "اس ساری کارروائی کی بنا یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ مباہلہ والوں نے ہماری مستورات کی بے عزتی کی ہے۔ ہم بذات خود کسی کی ہتک عزت کرنا خاصکر خانہ نشین مستورات کو بُرائی سے یاد کرنا نہایت بُرا جانتے ہیں۔ لیکن مباہلہ پارٹی بھی چونکہ سالہا سال مرزا مسیح قادیان کی عقیدت میں مرزائی رہی ہے۔ اس لئے انہی کی تعلیم سے متاثر ہو کر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو۔ تو کیا تعجب اس بارے میں ہمارا ثبوت سنئے۔ آپ کے مسیح موعود نے دنیا کی بہترین مستورات کو فحش گالیاں دیں۔ کیا آپ بھول گئے۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زناکار کسبی عورتیں تھیں (رسالہ ضمیمہ انجام آتھم) قادیانی دوستو بتا سکتے ہو۔ حضرت روح اللہ و وجیہ اللہ رسول اللہ نبی اللہ مسیح ابن مریم کی یہ تین دادیاں اور تین نانیاں تمہارے خلیفہ کی سسرالی رشتہ سے کم شریف اور کم عزت تھیں۔ انصاف سے کہنا"

جواب

حاجی صاحب! اس میں کیا کلام ہے۔ کہ اگر قائل احمدی ہی ہے۔ تو اس کا یہ فعل بصورت اشتعال اسی بناء پر ہو سکتا ہے کہ مباہلہ والوں نے احمدی مستورات کے متعلق جھوٹے اور پُر از افتراء الزام اور اتہام لگائے۔ لیکن حاجی رند صاحب کا یہ قول جو مباہلہ پارٹی کے سالہا سال مسیح قادیان کی عقیدت میں رہنے کے متعلق پیش کیا ہے۔ اگر حاجی صاحب کی رندانہ ذہنیت اور حج بیت اللہ کی برکات کا یہی نمونہ ہے۔ جو دکھایا گیا ہے۔ تو جس قیاس کی بناء پر حاجی صاحب کی یہ ذہنیت درست اور قابل تقلید مثال میں پیش کئے جانے کے لائق سمجھی جا سکتی ہے۔ اگر اسی قیاس کو معیار صداقت تسلیم کر کے کل کو کوئی ہندو یا عیسائی۔ عبد الغفور دھرم پال۔ اور غلام حیدر شیہ دیو اور پادری عماد الدین اور احمد شاہ اور غلام مسیح وغیرہ مرتد شدہ مسلمانوں کی کتابوں اور تحریروں میں اسلام اور پیغمبر اسلام اور امہات المؤمنین کے متعلق گندے الزامات اور اتہامات کو اس بات کا اثر ظاہر کرے۔ کہ یہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا اثر اور اہل اسلام کی صحبت کے بد اثرات کا ثمرہ ہے۔ تو کیا اس وقت حاجی صاحب اپنی ذہنیت اور اپنے قیاس کو درست تسلیم کرنے پر قائم رہیں گے۔ قائم رہنا تو ضرور چاہیئے۔ کیونکہ ایک ہی میزان کے دو برابر کے پلے ہیں۔ لیکن مجھے امید نہیں۔ کہ حاجی صاحب قائم رہیں۔ بلکہ ظن غالب کیا یقین کامل ہے۔ کہ وہ اپنی پیش کردہ میزان کے دوسرے برابر کے پلہ کے لئے فوراً پہلو بدل لیں گے۔ اور اس کے تولنے کو کوئی اور مقیاس اور میزان تلاش کر لیں گے۔ کیا اس وقت حاجی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تیز رنگی یا دو رنگی بزبان حال حاجی جی کو بالفاظ ذیل مخاطب کر کے افسوس نہ کریگی۔ کہ ؎

لعنت بریں خیال تو۔ نفریں بریں مقال تو
چوں خوبداست حال تو۔ بجمار شد مثال تو
صد حیف بر سیاق تو۔ افسوس بر سباق تو
گشتہ عیاں نفاق تو۔ چو جنوں شدہ مرا تو

خیر ہم تو کچھ نہیں کہتے۔ حاجی صاحب خود ہی اس خطاب ناصواب کے وقت ۔ ۔ ۔ ۔ یعین تفیظہ و قلب شہید کہہ سکتے ہیں کہ ؎

آہ آنچہ بر ما است از ما است

باقی رہا حاجی صاحب کا بصورت حاجی مسیح کی نانیوں اور دادیوں کے متعلق اشتعال آفرین الفاظ میں واویلا کرنا۔ کہ دیکھو مرزا صاحبؑ نے مسیح کی نانیوں اور دادیوں کے متعلق کیا کچھ لکھدیا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کا محولہ کلام کہ جس کی نسبت حضرتؑ ممدوح نے مسلمہ کتب یہود و نصاریٰ سے حوالہ بھی پیش کیا ہے۔ وہ بصورت حوالہ و نقل گالیاں ہو سکتا ہے۔ تو یہ گالیاں حاجی ثناء اللہ نے بھی مسیح کی دادیوں اور نانیوں کو برابر دی ہیں۔ کیونکہ اُس نے بھی اپنے اخبار میں اسی حوالہ کتاب کی بناء پر حضرت مرزا صاحبؑ کا حوالہ نقل کیا ہے پس اگر حضرت مرزا صاحبؑ کا محولہ کلام گالیاں ہو سکتا ہے تو ثناء اللہ کا کلام کیوں گالیاں نہیں ہو سکتا۔ جبکہ ماخذ دونوں حوالوں کا ایک ہی چیز ہے۔

اور اگر حاجی ثناء اللہ رند ڈھٹائی کے طور پر انکار کرے۔ کہ میں نے تو مسیح کی دادیوں نانیوں کو گالیاں نہیں دیں۔ میں نے مرزا صاحبؑ کا حوالہ نقل کیا ہے۔ اور بس تو اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق بھی یہی جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے بھی گالیاں نہیں دیں۔ بلکہ آپ نے بھی عیسائیوں کی کتب اور مسلمہ کتب کی صحیح ماخذ کے رُو سے حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ ہاں حاجی ثناء اللہ نے حضرت مرزا صاحبؑ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے یہ بے ایمانی کا پیالہ پیکر دنیا کو لعنتی دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا حوالہ جو منقول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے اصل ماخذ کو حذف کر کے حوالہ کو صرف حضرت مرزا صاحبؑ کی ذات تک محدود کیا ہے۔ جو سراسر لعنت اور لعنتیوں کا شیوہ ہے۔ کیا ایسی بیہودہ کارروائی کرنے والوں کو ہم حاجی بجائے حطی لکھنے کا مستحق سمجھیں یا ہاجی بہائے ہوز۔ اور حاجی صاحب کا یہ کہنا کہ کیا "مسیح کی دادیاں اور نانیاں تمہارے خلیفہ کی منکوحات سے کم شریف اور کم عزت تھیں" ہاں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ یسوع مسیح کہ جو بائیبل کی محولہ کتب کی رُو سے ایسی دادیاں اور نانیاں رکھتا ہے۔ جس کی عصمت خود بائیبل کے حوالوں سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ الٰہی کتب کے حوالوں سے وہ غیر عفیفہ نظر آتی ہیں۔ اور جن کا دامن بائیبل موجودہ پر ایمان رکھنے والے بھی پاک نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی پاک سمجھ سکتے ہیں۔ پس مسیح کی ایسی دادیاں نانیاں جنہیں اپنے بھی یعنی یہود اور نصاریٰ بھی بائیبل پر ایمان رکھتے ہوئے پاک نہیں کہہ سکتے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے خلیفۃ المسیح کی مقدس منکوحہ مستورات کہ جن پر اتہام محض دشمنوں نے لگایا۔ جیسے کہ یہودے حضرت مریم بتولؑ اور مسیح پر لگایا۔ تو اس صورت میں آپ فرق سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کجا کتب الہامیہ کی غیر عفیفہ عورتیں اور اہل کتاب کے نزدیک غیر مقدسہ اور کجا ایسی مستورات اور منکوحات کہ جنہیں بجز بدترین دشمنوں کے تمام اپنی جماعت بلکہ دوسرے شریف بھی پاک دامن اور باعصمت یقین کرتے ہیں۔ فالفرق اجلی و بیّن۔

حاجی صاحب کا نمبر ۲

حاجی صاحب نے نمبر ۲ میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بھی از قبیل مضمون بالا ہی ہے۔ جس میں آپ محض اشتعال دہی کے طور پر مسترلوں کے لعنتی اور غیر شریفانہ پروپیگنڈا کرنے کی تائید میں ان کی پشت ٹھونکنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"تمہیں اپنے مسیح موعود کا وہ کلام بھی یاد ہوگا۔ جس میں انہوں نے دنیا کے کل مسلمانوں کی عفیفہ ماؤں کو زنا کار کنچنیاں کہا ہے۔ جسے سن کر ہر ایک منصف مزاج کو تمہارے مسیح موعود کے پاکیزہ اخلاق کا پورا پتہ لگتا ہے۔ سنو مرزا صاحب مسیح قادیانی فرماتے ہیں: "کل مسلم یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا" (آئینہ کمالات ص۵۴۷) تمام مسلم لوگ مجھ کو مانتے ہیں۔ مگر زنا کار عورتوں کی ذریت (اولاد) نہیں مانتی"

جواب

(۱) حاجی صاحب نے نمبر ۲ میں جو حملہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق پر کیا ہے۔ گو وہ ایک ناپاک حملہ ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حملہ کرنے والا بھی تو حاجی ثناء اللہ جیسا پاک فطرت اور پاک طینت انسان ہے۔ تو پھر اتنا افسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ وہ علماء ہیں۔ جن کے متعلق حضرت سرور کائنات فخر موجودات اور سید الاولین و الآخرین کا فتویٰ بدیں الفاظ اب تک کتب احادیث میں موجود پایا جاتا ہے۔ کہ علماء ھم شرّ من تحت ادیم السماء۔ ان الفاظ حدیث کے متعلق مجھے حاجی صاحب سے کچھ پوچھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ حاجی صاحب بتائیں! کہ جب آنحضرت صلعم نے آسمان کی ادیم یعنی کھال کے نیچے جس قدر بھی بُری سے بُری مخلوق ہے۔ علماء کو ان سب سے بُرا کہا ہے۔ تو کیا اس بُری مخلوق میں جو آسمان کے نیچے اور زمین پر بسنے والی ہے۔ اس میں "ذریۃ البغایا" اور زنا کار کنچنیاں اور ولد الحرام بچے بھی شامل ہیں یا نہیں؟ بس میں صرف اتنا ہی استفسار کرتا ہوں۔ گو میرا دل تو یہ بھی چاہتا ہے کہ ان کے ساتھ کتّے بلّے سؤر بندر کا سوال بھی پیش کروں کہ اس بُری مخلوق میں یہ سب چیزیں بھی شامل ہیں کہ نہیں کہ جن سے علماء سوء کو بدترین خلق قرار دیا گیا ہے۔ جہاں تک میری فراست ہے۔ حاجی صاحب مقدمات سے تو انکار نہیں کرینگے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ گو نتیجہ سے انکار کر دیں۔ اور انہیں کرنا چاہیے۔ اوّل اس لئے کہ نتیجہ کے لحاظ سے وہ "ذریۃ البغایا" اور دوسری سب بُری مخلوق سے بھی بدتر ہونے کے فتویٰ کی زد کے نیچے آتے ہیں۔ دوسرے اسلئے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے فتویٰ سے آنحضرت صلعم کے فتوے کی سختی اور تلخی کہیں درجوں بڑھ چڑھ کر ہے۔ پس اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ حاجی صاحب مجھے سوچ سمجھ کر بتائیں۔ کہ آنحضرتؐ کے فتویٰ کے ماتحت جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علماء اور سب دنیا کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق سے ذریۃ البغایا سے بھی بڑھکر ہونگے۔ تو دوسرے لوگوں کا جو ان علماء کی اقتداء میں مسلمان کہلانے والے کروڑہا ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ ان کی تعداد ۹۰ کروڑ سے بھی زائد ہو۔ تو کیا ایسے علماء اور مسلمان اس فتوے حدیث کے ماتحت نہ صرف ذریۃ البغایا بلکہ ان سے بھی بدتر ٹھہریں۔ تو آنحضرت کے پاکیزہ اخلاق کیمتعلق جناب ہاجی صاحب کو اس حدیث کے فتوی کے رُو سے کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔ امید ہے۔ کہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اہلحدیث ہو کر حدیث نبوی کے متعلق جب اہلحدیث اخبار کے ٹائٹیل کا شعر جس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے۔ کہ

"پس حدیث مصطفےٰ برجان مسلم داشتن"

حدیث کی یہ تو قیر ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ انکار کریں۔ لیکن میں مودبانہ گذارش کرسکتا ہوں۔ کہ پھر حضرت مرزا صاحبؑ کا فقرہ جس کے رُو سے آپ نے اتنا شور اور واویلا مچایا۔ کہ الامان۔ کیا یہ فقرہ اسی حدیث کا مفہوم لو مطلب علی اسبیل التنزل نرم الفاظ میں پیش نہیں کیا گیا۔ کیونکہ حدیث کہتی ہے۔ کہ ذریۃ البغایا سے بھی علماء بدتر ہونگے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ نے علماء اور دوسرے مسلمانوں کو مستثنےٰ کرنے کے بعد صرف ذریۃ البغایا پر ہی کفایت کی۔ پس اگر حدیث مذکور سے خلق محمدی میں فرق نہیں آسکتا۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ کے قول مذکور سے آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحبؑ کے پاکیزہ اخلاق میں کیوں فرق آنے لگا۔

(۲) علاوہ اس جواب کے جو اوپر دیا گیا۔ ایک دوسرا جواب یہ بھی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جہاں یہ لکھا ہے۔ کہ لا ذریۃ البغایا وہاں ساتھ ہی معاً بعد یہ فقرہ بطور تشریح اور توضیح کے لکھدیا ہے۔ کہ الذین ختم اللہ علیٰ قلوبھم فھم لا یقبلون۔ یعنی ذریۃ البغایا سے مراد ایسے لوگ ہیں۔ کہ جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی۔ یعنی ان کے جرائم کی عادت سے ان کے دل پر زنگ اس حد تک لگ چکا ہے۔ کہ وہ حق کو قبول نہیں کرسکتے۔ پس جب تشریح ساتھ ہی موجود ہے۔ تو اس کے متعلق ایسا مفہوم لیکر اعتراض اٹھانا کہ جو فائل کی مرضی کے خلاف ہے کس قدر ناانصافی ہے؟

اور تعجب یہ کہ ہاجی صاحب۔ ۹ کروڑ مسلمانوں پر حضرت مرزا صاحبؑ کے اس فقرہ ذریۃ البغایا کو چسپاں کر رہے ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحبؑ مسلمانوں کو تو ماننے والا اور مصدق قرار دے رہے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ مولوی اور رند ہاجی صاحب خود بھی حضرت مرزا صاحبؑ کے فقرہ کل مسلم یقبلنی و یصدق دعوتی کا ترجمہ اپنے قلم سرقلم شدہ سے یہی تحریر فرما رہے ہیں۔ کہ "تمام مسلم لوگ مجھے مانتے ہیں"۔ اب ہاجی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے تمام مسلمانوں کو جو ۹۰ کروڑ ہیں ذریۃ البغایا قرار دیا ہے۔ تو پھر اس عبارت کا کیا مطلب۔ کہ تمام مسلم لوگ مجھے مانتے ہیں۔ لیکن ذریۃ البغایا نہیں مانتے"۔ اب مسلمانوں کو تو حضرت اقدسؑ ماننے والا قرار دے رہے ہیں۔ لیکن رند اثر تسری بطور دھینگا مشتی محض زور طبیعت سے الٰہی لوگوں کو جنہیں حضرت مرزا صاحبؑ مسلمان قرار دے رہے ہیں۔ ذریۃ البغایا کے معنوں میں لیکر ناحق مسلمانوں پر زد لگا رہے ہیں۔ شاید انتہار غضب حق بر جاہل مطلق کے متعلق آپ کے دل میں غصہ اور رنج ہے۔ جس کی بھڑاس نکالنے کے لئے اس کبڑی مائی کی طرح سب کو کوزہ پشت دیکھنا پسند کرتے ہوں۔ وبئس للظالمین بدلا۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ یقبلنی و یصدق دعوتی کے فقرہ میں یقبلنی اور یصدق جو مضارع کا صیغہ ہے۔ یہ حال کی طرح زمانہ مستقبل کا معنے بھی دیتا ہے۔ پس اس لحاظ سے کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کے دور رسالت اور دور نبوت صرف ان کی زندگی تک محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ بعد کے دور و دراز کے زمانہ تک بھی اس کا سلسلہ ممتد ہوتا ہے۔ اس لئے اس صیغہ میں زمانہ مستقبل کا مفہوم بھی شامل ہو۔ جیسے اس کے ساتھ وہ سب مسلمان بھی مراد ہیں جو آخری دور تک آپ کو قبول کرتے رہیں گے۔ اور آپ کی دعوت کی تصدیق کیا کریں گے۔ چنانچہ تحفہ بغداد میں جو آئینہ کمالات اسلام کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس میں اسی مطلب کو آپ نے ذیل کے شعر میں پیش کرکے بتا دیا ہے۔ کہ ذریۃ البغایا سے کیا مراد ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

وکادت تلمعن انوار شمسی
فیتبعھا الورا الا الوقاح

مطلب یہ کہ قریب ہے۔ کہ میرے آفتاب صداقت کے انوار اپنی چمک دکھائیں۔ پس اس وقت ان انوار کو دیکھکر ان کی اتباع میں مخلوق مجھے قبول کرے گی۔ بجز ان لوگوں کے جو محض بے حیائی کی وجہ سے صداقت کو نہیں مانا کرتے۔ دیکھو اس شعر میں دو باتیں بتائی ہیں۔ ایک یہ کہ میری صداقت کا جلوہ جب دنیا پر ظاہر ہوگا۔ تو اس وقت لوگ اتباع کریں گے۔ اس فقرہ میں بھی زمانہ مستقبل کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ صداقت کے انوار ظاہر ہوں گے اور لوگ اتباع قبول کریں گے۔ دوسرے بے حیا لوگوں کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ صداقت کو قبول نہیں کریں گے۔ پس ذریۃ البغایا سے مراد وقاح یعنی بے حیا لوگ قرار دیئے۔ پس اس لحاظ سے اس شعر سے یقبلنی و یصدق دعوتی کا مطلب بھی واضح ہو گیا۔ کہ اس فقرہ میں زمانہ مستقبل کے لحاظ سے بطور پیشگوئی کے بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آئندہ تا دور آخر ایسا ہوتا رہے گا۔ کہ اسلام کے ساتھ تعلق رکھنے والے مجھے قبول کرتے رہیں گے۔ اور بے حیا لوگ انکار کیا کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ ذریۃ البغایا سے مراد مسلمانوں سے کنجر اور آریہ لوگوں کے نیوگ زادے بھی مراد ہوں۔ (باقی آئندہ)

ابوالبرکات غلام رسول آف راجیکی

وصیت ۳۲۲۳ میں محمد شفیع ولد میاں نبی بخش صاحب مرحوم قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت بیعت ۱۹۲۵ء ساکن موضع ڈنڈپور کھروالیاں ضلع سیالکوٹ حال صدر بازار ناگپور C.P. بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مارچ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب مرحوم کا متروکہ ایک مکان خام ہے۔ جس میں ابھی میری دو ہمشیرگان اور مرحوم والدہ صاحبہ بھی حق وراثت رکھتی ہیں۔ میری ماہوار آمدنی یعنی تنخواہ ۵۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ۵۰ روپیہ ماہوار الاؤنس ہے۔ جو ہنوز مجھے ملنا شروع نہیں ہوا۔

وصیت نمبر ۳۲۲۳ ۔ محمد شفیع ولد میاں نبی بخش صاحب مرحوم قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن موضع ڈنڈپور کھروالیاں ضلع سیالکوٹ حال صدر بازار ناگپور C.P. بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مارچ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب مرحوم کا متروکہ ایک مکان خام ہے۔ جس میں ابھی میری دو ہمشیرگان اور مرحومہ والدہ صاحبہ بھی حق وراثت رکھتی ہیں۔ میری ماہوار آمدنی یعنی تنخواہ ۵۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ ۵۰ روپیہ ماہوار الاؤنس ہے۔ جو ہنوز مجھے ملنا شروع نہیں ہوا۔ ۔ الموصی۔ محمد شفیع احمدی بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبدالرحیم احمدی۔ محمد شفیع احمدی بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبدالرحیم احمدی۔ ۔ الموص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توحید کا جلوہ دکھانے میں فرد واحد اور برگزیدہ تھا۔ ایسے نیک دل اور پاک انسان پر ثناء اللہ جیسے ظالم نے اسی لئے ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر نہیں کیا۔ اور اپنے آپ کو اس اشتہار کا صحیح مصداق مان لیا۔ جو سراسر ظلم اور بدی کا بدترین نمونہ تھا۔ بے شک اشتہار "غضب حق" میں جو کچھ ثناء اللہ کے متعلق اس بزرگ پارسا نے لکھا۔ اس میں کوئی سخت لفظ نہیں لکھا۔ بلکہ نہایت تقویٰ اور دیانت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو کچھ بھی لکھا امر واقع اور واقعات حقہ سمجھ کر ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔ تا دنیا کو کسی پارسا رند اور پارسا ہاجی کے ہتھکنڈوں اور فریبوں سے مخلصی اور نجات دلانے کا جو اجر عظیم اور ثواب فخیم حاصل کرے۔ سو دعا ہے کہ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس بزرگ نے بہت ہی نمایاں طور پر خدمت دین کے زبردست اور ضروری پہلو کو انجام دینے کی کوشش کی۔ چونکہ یہ ثناخوانی بالکل سعد اللہ لدھانوی کے متعلق مولوی ثناء اللہ کی ثناخوانی کے صحیح اور جائز معیار کی مصداق ہے۔ اس لئے امید ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سعد اللہ لدھانوی کے خطابات کے ساتھ ان تعریفی کلمات پر بھی صاد کرینگے۔ کیونکہ حالات بالکل متشابہ اور ثناء بھی ثنائی کلمات کے بالکل ہمرنگ ہے۔ فاین المفر والمحیص۔

یہ تو ہوا خطابات کا معاملہ۔ اب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے پیش کردہ شعر کے نسبت کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے جس شعر کو پیش کیا ہے۔ وہ تصویر کا ایک رخ دکھایا ہے۔ اس شعر سے پہلے بلکہ کئی اشعار کے پہلے اسی نظم عربی میں یہ شعر موجود ہے ؎

ومن اللئام اری رجیلاً فاسقاً
غوغاً لعینا نطفۃ السفہاء

حضرت مرزا صاحب اس شعر میں سعد اللہ لدھانوی کو نطفۃ السفہا قرار دے رہے ہیں۔ اور ابن بغاء کا مطلب سفہا کے معنوں میں لے کر بتلا رہے ہیں۔ کہ ابن بغاء کو سفیہ کے معنوں میں سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ہاجی امرتسری یہ معنے نہیں پسند کرتا۔ کیوں پسند نہیں کرتا اس لئے کہ ابن بغاء کو زانیہ کا بیٹا قرار دینے میں اسے ایک خاص لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور نیز ان کا وہ مقصد جو سفہا اور جہلاء سلسلہ کو احمدیہ سے بدظن کرنے اور لوگوں کو مشتعل کرنے کے متعلق ہے۔ نرم لفظوں میں ترجمہ کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر ابن بغا کے معنے زانیہ کا بیٹا ہی لیا جائے جیسا کہ ہاجی صاحب نے اپنے ذوق سلیم اور پاکیزہ فطرت کی مناسبت سے اس معنے کو ترجیح دیکر اخبار میں شائع کیا۔ تو بھی میں خیال کرتا ہوں۔ کہ کوئی غیر مناسب اور جرح کی بات نہیں۔ کیونکہ سعد اللہ لدھانوی گو پہلے ہندو اور بعد میں مسلمان اور شیخ سعد اللہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ لیکن اس کی حیثیت کو ہوا سے نطفۂ ہنود کی نسبت سے حاصل ہے۔ مولوی ثناء اللہ اسے تو نہیں بدل سکے اور نہ ہی اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ وہ ہندو زادہ نہ تھا یا ہندوؤں کا نطفہ نہ تھا۔ اگر یہ صحیح اور درست ہے۔ تو نیوگ کا مسئلہ جو ہندوؤں کے مقدس اعمال سے ہے اگر سعد اللہ کی پیدائش اس عمل مقدس کے ماتحت ظہور میں آئی ہو۔ تو گو ہندو اسے برا نہ مانے۔ لیکن ایک مسلمان کے نزدیک اسے ابن بغا کہنا یا سمجھنا کوئی جرم کی بات نہیں۔ خصوصاً ایسا شخص جس کو اس کے متعلق یہ شکایت ہو۔ جیسا کہ "ابن بغا" والے شعر سے پہلے دسویں شعر میں حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں ؎

انی اراہ مکذباً ومکفراً
ومحصراً بالسب والازراء

یعنی میں سعد اللہ لدھانوی کو دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے بار بار کاذب اور بار بار کافر کہنے والا ہے۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ گالیاں دے دے کر اور میری تحقیر کر کے مجھے دنیا میں ذلیل اور حقیر ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اور اسی مفہوم کو اج[illegible] ابن بغا والے شعر میں ذکر کیا۔ چنانچہ اس کا ترجمہ [illegible] اے سعد اللہ تو نے مجھے محض خباثت سے او[illegible] حق بلاگو[illegible] القابات دینے کے اذیت پہنچائی ہے۔ جو شریف لوگوں کا کام نہیں۔ اس لئے اس کی [illegible] ابن بغاء تو بھی [illegible] سوائی کی موت کا مزا چکھے گا۔ کیا ایسا شخص جسے سعد اللہ لدھانوی کے متعلق یہ شکایت ہو اگر وہ ابن بغاء کا لفظ لطیفۃ السفہاء کے معنوں میں نہ سہی بقول مولوی ثناء اللہ ابن زانیہ کے معنوں میں ہی سہی لے کر ایسے نیوگیوں کی نسل کو ابن بغاء کہہ لے تو کونسی بات ہے۔ جس پر مولوی ثناء اللہ جیسے پارسا اور پاک نسل کو واویلا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

امرتسری رند پر علماء مکہ کا فتویٰ کفر

اور مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ "خدا کا ڈر نہ سہی۔ مخلوق سے حیا تو ضروری ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ مباہلہ والے آپ کے مسیح موعودؑ کی مغلظات کے ہزاروں بلکہ لاکھویں حصہ کو بھی پہنچتے ہیں"

اللہ اکبر۔ ہاجی ثناء اللہ اور حج بیت اللہ کی برکات سے حصہ پانے کی جگہ فیصلہ مکہ کے مطابق کعبۃ اللہ سے ہی کفر اور کذب کے القاب اور خطابات کے ساتھ واپس ہونے والا۔ اور غیر سے نہیں۔ بلکہ اپنے ہی اہلحدیث فرقہ اور ملک الحجاز ابن سعود کے خاص علماء کے فتاویٰ کے ماتحت رند امرتسری کی نسبت یہ الفاظ پیش کئے گئے۔ کہ:۔

"ثناء اللہ کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ پس اس سے بچنا اور کنارہ کشی اختیار کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص مولوی ثناء اللہ کی حمایت میں کسی سے جھگڑے اس سے بھی کنارہ کشی اختیار کرنی واجب ہے"

دیکھو فیصلہ مکہ ص۱۷

ہر ایک آدمی جو حج بیت اللہ کے عزم سے صعوبت سفر اٹھا کر وہاں جاتا ہے۔ خدا اس کو اس کی نیکی کے مطابق برکات سے حصہ دیتا ہے۔ مگر اے اہل خرد جانتے ہو۔ کہ ثناء اللہ کو کیوں خدا کے گھر سے ہو برکات کا چشمہ ہے لعنت حصہ میں آئی۔ اس کی وجہ حدیث انما الاعمال بالنیات کے ماتحت غور کرنے سے ہر ایک دانا معلوم کر سکتا ہے۔ کہ ہاجی صاحب حج کی مخلصانہ نیت کے ساتھ تشریف نہ لے گئے تھے۔ اس لئے ان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیت کا پھل ان کے اعمال کے موافق فتاوی مکہ سے ظاہر ہو گیا۔

کیا ایسا شخص جس کی نسبت اُس کے ہی علماء مکہ معظمہ کی طرف سے الفاظ مذکورہ میں فتویٰ صادر ہو۔ وہ کوئی معمولی دجل اور مکر اور کذب کا آدمی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں + پس اس کی اسی فطرت پر اس کے اس کذاب قول کو قیاس کر لینا چاہیئے۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ملفوظات کو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد تک ظاہر کیا۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ کیا واقعی تیرے حساب میں حضرت صاحبؑ کی ملفوظات لاکھ کی تعداد تک پہنچی ہے یا سراسر تیری بے ایمانی اور کذب بیانی سے ایسا ظاہر ہو رہا ہے +

پھر اس کی دینداری اور تقویٰ کا یہ حال ہے۔ کہ خدا کے ڈر پر مخلوق سے حیا کرنے کو ترجیح دے رہا ہے گویا آپ کے نزدیک اگر خدا کا ڈر نہ ہو۔ تو خدا کے مقابل مخلوق سے حیا ضروری ہے۔ معرفت ہو تو ایسی ہو۔ عارف اسی کو کہتے ہیں۔ شائد یہ عارفانہ بصیرت کا اعلیٰ مقام بیت اللہ کے حج سے واپسی پر عطا ہوا ہے۔ العیاذ باللہ من ھذہ الشقاوۃ +

اور طرفہ یہ کہ احمدیوں کو تو خدا کے ڈر اور مخلوق سے حیا کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ تلقین مباہلہ والوں کے لئے جنہوں نے عفیفہ اور مقدسہ مستورات پر لعنتیوں کی بدترین زبان اور قلم سے حملے کئے نہیں پیش کی جاتی۔ بلکہ ان کی تائید میں لکھا جاتا ہے۔ تا وہ بے حیائی اور ناخدا ترسی سے اور بھی مغلظات اور گندے مضامین شائع کریں۔ کیونکہ اب تک تو ثناء اللہ جیسے بے حیا اور پاک فطرت اور حساب دان کے نزدیک حضرت مرزا صاحبؑ کی مغلظات لاکھ کی تعداد تک بھی مباہلہ والوں کے مغلظات کی تعداد نہیں پہنچی۔ گویا ثناء اللہ اپنی اس ملعونانہ تائید اور حمایت سے جان و دل سے چاہتا ہے۔ کہ مباہلہ والے مغلظات کی تعداد کو لاکھ کی تعداد تک ضرور پہنچائیں۔

ہاجی ثناء اللہ نے اپنے اس نمبر کے آخر میں ایک مصرعہ لکھا ہے ؎

"ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے"

اس مصرعہ کے مضمون کا جواب تو پہلے مفصل ہو چکا ہے۔ کہ اگر پہلے شر نکالنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ آئینہ کمالات اسلام میں جو ذریۃ البغایا" کا فقرہ لکھا ہے۔ مباہلہ والوں نے اس کے انتقام میں مباہلہ میں گندے مضامین لکھکر شائع کئے ہیں۔ اور مباہلہ والوں نے اس گندے لٹریچر کی وجہ یہی بیان کی ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ نے پیش کی ہے۔ تو اس کے متعلق پارسا ہاجی سے دو مطالبے کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ مباہلہ والوں کی تحریروں سے کہیں دکھا دیں۔ کہ انہوں نے یہ جملے محض "ذریۃ البغایا" کے فقرہ کی بناء پر کئے ہیں۔ اگر نہ دکھائیں تو اپنی طرف سے ایسے لعنتی دجل کے استعمال کرنے سے باز آجائیں۔ دوسرے یہ کہ اگر آپ کا "ذریۃ البغایا" کے فقرہ کو ہی وجہ پیش کرنا درست ہے۔ تو اس کے متعلق آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ فقرہ تو آئینہ کمالات اسلام میں ہے۔ جس کی تصنیف کا سن ۱۸۹۳ء ہے۔ اور مباہلہ والے بلکہ مباہلہ والوں کا باپ بھی اس کتاب کی اشاعت کے بعد احمدی ہوا۔ اور مدت تک احمدی رہا۔ اور اب تین سال ہوئے کہ مرتد ہوا۔ اگر آپ کی وجہ پیش کردہ جو ذریۃ البغایا کے فقرہ کی بنا پر پیش کی جاتی ہے درست ہے۔ تو ان کو احمدیت میں داخل ہی نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ بقول آپ کے یہ فقرہ ان کے لئے باعث انتقام ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ بات جو آپ پیش کر رہے ہیں مباہلہ والوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ کہ کہیں انہوں نے "ذریۃ البغایا" کے فقرہ کو آڑ بنا کر حملہ کا ارادہ کیا ہو۔ تو آپ کی اس دروغ بافی اور لعنتی دجل پر کتنی دفعہ انسان لعنت بھیجے۔ کہ جس کی سزا میں آپ کی زبان دروغ گوئی سے باز رہے۔ پس آپ کا پیش کردہ مصرعہ کہ ؎

ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے

یہ سراسر آپ کی کذب بیانی کو ظاہر کر رہا ہے۔ ہاں آپ کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے پہلے آپ ہی کی طرف سے شر کے پیدا ہونے کے باعث یہ مصرعہ آپ کی ذات والا صفات پر خوب چسپاں ہوتا ہے +

(باقیدارد) (مولوی) ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

غیر احمدی مشن

علماء دیوبند کے شرعی فتاوی

(۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ زمانہ کے نام نہاد علماء دین و مفتیانِ شرع متین" کی دردناک حالت کے متعلق آج سے صدیوں پیشتر بطور پیشگوئی فرمایا تھا۔ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء یعنی میری امت پر ایک ایسا زمانہ بھی عنقریب آنیوالا ہے۔ جبکہ ان کے "نام نہاد علماء" روئے زمین پر بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان کا وجود دین اسلام کے لئے زہر ہلاہل سے بھی بڑھکر تباہ کن ہوگا۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اُس زمانہ میں عوام الناس جہلاء کو اپنا سردار بنائینگے تب جاہل علماء" جو علوم دینیہ سے نابلد ہوں گے۔ بغیر حقیقی علم کے لوگوں کو فتویٰ دینگے۔ وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی راہ راست سے برگشتہ کرینگے۔

پیشگوئی کا ظہور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی جس شان و شوکت سے موجودہ زمانہ میں پوری ہوئی ہے۔ وہ کسی فہیم انسان پر مخفی نہیں۔ دنیا کے تمام اطراف میں علماء ظواہر کی حالت سخت ناگفتہ بہ ہے ان کے قول و فعل دامنِ اسلام پر بدنما دھبہ ہیں۔ وہ کشتیٔ اسلام کے ناخدا کہلاتے ہیں۔ مگر بجائے اس کشتی کو آگے بڑھانے کے پیچھے ہٹانے بلکہ ڈبونے کے درپے ہیں۔

علماءِ دیوبند کی حالت

انہی علماء میں سے جن پر یہ مذکورہ بالا پیشگوئی نہایت خوبی سے چسپاں ہوتی ہے ایک علماء دیوبند بھی ہیں جو مفتیانِ دین کہلاتے ہیں۔ مگر سچ پوچھو تو ان کے فتاوی دین اسلام اور امتِ مسلمہ کو ادبار و تنزل کی گہرائیوں میں گرانے والے ہیں۔ آہ وہ قوم۔ جس کی پاسبانی ان "علماء سوء" کے سپرد ہوئی تھی۔ آج انکی غفلت و نادانی کی وجہ سے قعرِ مذلت میں گرتی چلی جا رہی ہے۔ مگر یہ ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہیں۔ لوگوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اخلاقی حالت گر جائے۔ اُن کا دین بگڑ جائے۔ انکی روحانی حالت دگرگوں ہو جائے۔ غرض آسمان اُلٹ جائے۔ اور زمین پھٹ جائے۔ اخلاقیات اور روحانیات میں تغیر عظیم برپا ہو جائے۔ مگر ان کو کوئی پرواہ نہیں۔ افسوس جب علماء کی یہ حالت ہو۔ جب سرداران قوم کا ایسا حال ہو۔ تو عوام کا تو خدا ہی حافظ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

تازہ مثال

ہم اس وقت "علماء دیوبند" کے شرعی فتاویٰ کی اخبار "تہاجر" سے ایک مثال احباب کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور ہر ذی عقل و فہم انسان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ للہ بتائے۔ کیا یہ نیم جان مسلم کی رگِ حیات کو بکلی کاٹ دینے کا طریق نہیں، کیا یہ قوم مسلم کو بے دینی اور اباحت کے طریق پر چلانے کا فتویٰ نہیں کیا یہ مسلمانوں کی رہی سہی بیداری کو بھی ضائع کر دینے والی بات نہیں۔ بہرحال وہ سوال بمعہ جواب درج ذیل ہے۔ کسی شخص نے سوال کیا:۔

"یہ خطبہ جمعہ عربی زبان کے علاوہ اور زبانوں میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ خطبہ کا مقصد تو وعظ و نصیحت معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہفتہ میں ایک تہبہ تمام مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ تو اس اجتماع کے وقت شریعت نے خطبہ کو وعظ و نصیحت اور تقریر کے طور پر شروع فرمایا۔ تاکہ قوم کی اصلاح آسانی سے ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے خاموش رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ تاکہ وعظ و تذکیر لوگوں کے دل نشین ہو۔ اور آج کل مسلمانوں کی حالت بہت ابتر ہے۔ لہذا مصلحتِ وقت اسی کی متقاضی ہے۔ کہ زبان مروجہ میں خطبہ پڑھا جاوے۔ اور بجائے کتاب کو پڑھکر سنانے کے زبانی وعظ کے طور پر خطبہ پڑھا جائے"

یہ سوال نہایت معقول تھا۔ اور نہ صرف سوال ہی معقول تھا۔ بلکہ سائل نے اپنے اس سوال میں یہ دلیل بھی پیش کی تھی۔ کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت اس امر کی متقاضی ہے کہ انہیں وعظ و نصیحت کی جائے۔ سمجھایا جائے۔ اور اُن میں رُوحِ عمل پیدا کرنے کے لئے اپنی ملکی زبان میں اُن کے سامنے خطبہ جمعہ بیان کیا جائے۔ مگر افسوس ایسے معقول سوال کا "علماءِ دیوبند" نے یہ جواب دیا۔ کہ:۔

"جمعہ کا خطبہ صرف عربی زبان میں ہونا چاہیئے عربی کے علاوہ دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے"

"بے شک خطبہ کے مقاصد میں وعظ و تذکیر داخل ہے۔ مگر اَن پڑھ عجمی لوگوں کے لئے اس کی شرعی زبان میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا"

"لوگ اگر خطبہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ تو عربی سیکھیں"

یہ فتویٰ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ اس میں شریعتِ اسلامی کے ایک اہم فریضہ کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ اس کا غیر زبان میں ادا کرنا مکروہ اور بدعت ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ اگر غیر زبان میں خطبہ جمعہ ادا کرنا بقول علماءِ دیوبند مکروہ اور بدعت ہے۔ تو آخر خطبہ جمعہ کی غرض کیا ہے۔ اور لوگوں کو ہر جمعہ دُور و نزدیک سے اکٹھا کرنے سے شریعت کا منشاء کیا ہے۔ اگر تو یہی غرض ہے۔ کہ لوگ اکٹھے ہوں۔ اور ایک شخص کھڑا ہو کر چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ عربی زبان میں پڑھکر بیٹھ جائے۔ جس کی سننے والوں میں سے کسی ایک کو بھی سمجھ نہ آئے۔ تب تو واقعی نہ ایسے خطیبوں کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ اور نہ لوگوں کے لئے ہی ضروری ہے۔ کہ وہ ہر جمعہ اپنے کاروبار چھوڑ کر مساجد میں جمع ہوں کیونکہ جب انہیں خطبہ سننے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب اُن کی علمیت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا تو انہیں کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ وہ اپنے کاروبار کو نقصان پہنچا کر ایک ایسے امر کے لئے جمع ہوں جس کا سننا نہ سننا ہر طرح اُن کے لئے برابر ہے۔ لیکن اگر حق یہ ہے۔ کہ خطبہ کی غرض صرف وعظ و نصیحت ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلعم کے متعلق بھی حدیثوں میں صاف ذکر آتا ہے۔ کہ یقرء القرآن و یذکر الناس آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصائح فرمایا کرتے تھے تو لازماً ہر دانا انسان ہمارے اس قول سے اتفاق کریگا کہ پھر لوگوں کو سمجھانے کے لئے اُن کی مروجہ زبان میں خطبہ ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر لوگ اردو سمجھتے ہیں تو اردو میں۔ اگر پنجابی سمجھتے ہیں تو پنجابی میں۔ اگر انگریزی سمجھتے ہیں۔ تو انگریزی میں۔ اگر عربی سمجھتے ہیں۔ تو عربی میں۔ اگر اور زبان سمجھتے ہیں تو اُسی زبان میں خطیب کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ خطبہ بیان کرے۔ تا اُس اجتماع سے حقیقی فائدہ حاصل ہو سکے۔ اور تا لوگوں کی اصلاح ہو۔ اُن کا علم بڑھے۔ اور ان کو دینی دلچسپی پیدا ہو۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھو۔ وہ کس قدر دین سے بے بہرہ ہیں۔ ان کی بدعات پر ایک نظر ڈالو۔ اُن میں عملی رُوح پھونکنے کی اہمیت کا اندازہ کرو۔ اور پھر سوچو۔ کہ "علماءِ دیوبند" کا یہ کہنا کہ "لوگ اگر خطبہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ تو عربی سیکھیں" کس قدر بیہودگی ہے۔ کیا دنیا کے تمام لوگ عربی زبان سیکھ سکتے ہیں۔ اور کیا تمام لوگوں کو اتنی فرصت بھی ہے۔ کہ وہ عربی زبان سیکھنے کے لئے سالہا سال کوشش کریں۔ جب یقیناً نہیں۔ تو پھر گویا خطبہ پڑھنا بالکل عبث فعل ہوا۔ اس کی مثال بعینہٖ یوں ہوگی۔ کہ جس طرح کسی دیہاتی گنوار کے سامنے انگریزی میں تقریر شروع کر دو۔ یا کسی انگریز کے سامنے ٹھیٹھ پنجابی بولنا شروع کر دو۔ جب ایسا فعل یقیناً غیر مناسب اور بے محل ہوگا۔ تو بالکل اسی طرح اگر ہندوستانیوں کے سامنے جن کا کثیر حصہ عربی زبان سے ناواقفیت رکھتا ہے عربی خطبات شروع کر دیئے جائیں۔ تو یہ بھی سراسر عبث فعل ہوگا۔

پس "علماءِ دیوبند" کا یہ عجیب و غریب فتوےٰ بالکل ناقابل تسلیم ہے۔ کیونکہ اگر اسی نظریہ پر تمام دنیا کے خطیب قائم ہو جائیں۔ تو مسلمانوں کی رہی سہی ایمانی حرارت بھی بالکل سرد پڑ جائے۔ اور وہ دینِ حق کے مسائلِ ضروریہ سے ناواقف رہ کر جہاں اپنی ذاتی ترقی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ وہاں قومی اور ملی ترقی کو اشد ترین نقصان پہنچائیں۔

کہا گیا ہے۔ کہ:۔

"جن باتوں کے سمجھانے کی عوام کو ضرورت ہے۔ اور جو ضروری احکام اُن تک پہنچانے ہیں۔ اس کے لئے خطبہ سے پہلے یا نماز کے بعد وقت ہے"

مگر اس امر کا کون ذمہ دار ہوگا۔ کہ جمعہ سے پہلے یا جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد بھی تمام لوگ مساجد میں بیٹھے رہیں گے۔ اور وہ واعظ کے وعظ کو نہایت دلجمعی سے سنیں گے۔ کاروباری آدمی اتنی زیادہ دیر مسجدوں میں نہیں ٹھیر سکتے۔ وہ بمشکل جمعہ کی پڑھتے ہی اٹھ بیٹھتے اور اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور خدا نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ کہ نماز جمعہ سے فارغ ہوتے ہی اپنے کاروبار کے لئے نکل جاؤ۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض الایۃ (سورہ جمعہ)

علماء سوء کی ایک اور دلیل

بالعموم ایسے "مفتیانِ دین" کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔ کہ چونکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عربی زبان میں خطبات فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے ضرور ہمیں بھی آپ کی اقتداء کرتے ہوئے اس اسلامی زبان کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ مگر ہمارا سوال یہ ہے۔ کہ آیا رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ معیّن الفاظ میں خطبہ پڑھا کرتے تھے یا غیر معیّن الفاظ میں۔ اگر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف ایک ہی خطبہ معیّن الفاظ میں ہمیشہ پڑھتے رہے ہوں۔ تب تو ہمیں بھی وہی عربی خطبہ خوب اچھی طرح یاد کر لینا چاہیئے۔ اور ہر موقع پر اُسی خطبہ کو دوہرا دینا چاہیئے۔ لیکن جب کہ حقیقت یہ ہے۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غیر معیّن الفاظ میں خطبات پڑھتے رہے۔ یعنی حالات کے مطابق آپ کے خطبات بدلتے رہے۔ کبھی جہاد پر۔ کبھی اخلاق پر۔ کبھی عام وعظ و نصیحت پر۔ تو لازماً ہمیں بھی حالات کے مطابق تمام خطبات پڑھنے ضروری ہیں۔ اگر نماز کی طرف سے غفلت ہو تو نماز پر۔ اگر اخلاق میں کمزوری ہو تو اخلاق فاضلہ پر۔ لیکن اگر یوں کریں۔ کہ لوگ نمازوں کے تو خوب پابند ہوں۔ مگر ہم خطبہ پڑھیں کہ بھائیو جو نماز نہیں پڑھتا۔ اس پر خدا سخت ناراض ہوتا ہے۔ تو ہمارا ایسا خطبہ نتائج کے لحاظ سے یقیناً بے اثر ہوگا۔ کیونکہ جب وہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے جو ہم انہیں نماز کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ پس حالات کے مطابق خطبات اگر پڑھے جائیں۔ تو سننے والوں پر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے۔ ان کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور ان کو ترقی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی طریق ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رہا۔ اور یہی طریق خلفاء کرام کا بھی تھا۔ لیکن اگر اقتداء ہی کرنی ہے۔ تو کیوں یہ "مفتیانِ دین" روزمرہ کی گفتگو بھی عربی زبان میں نہیں کرتے۔ اور کیوں وہ اپنا لباس بھی اہلِ عرب کا سا نہیں رکھتے۔ مگر کس قدر تعجب ہے۔ باتیں تو وہ اردو میں کریں۔ مگر جب تمام لوگ جمعہ کے روز کسی نیک کلام کو سننے کے لئے اکٹھے ہوں۔ تو اُن کے سامنے عربی کی کتاب پڑھ دی جائے۔ اور انہیں کچھ بھی پتہ نہ لگے۔ کہ کہنے والا کیا کہہ گیا۔

پس یہ طریق جو علماء دیوبند نے بیان کیا ہے۔ سخت غیر مناسب ہے۔ البتہ جمعے کا دوسرا خطبہ صرف عربی زبان میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اُسے معیّن الفاظ میں ادا فرماتے رہے اور آپ نے کبھی بھی ایسا نہیں فرمایا۔ کہ آج اس میں کچھ الفاظ کہے اور دوسرے جمعہ کچھ۔ پس جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُس دوسرے خطبہ کو ہمیشہ معیّن الفاظ میں ادا فرماتے رہے۔ جس طرح نماز آپ نے ہمیشہ معیّن الفاظ میں ادا فرمائی۔ تو لازماً ہمیں بھی اُن الفاظ کو نہیں بدلنا چاہیئے۔ لیکن پہلا خطبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حالاتِ حاضرہ کے مطابق بدلتے رہتے تھے۔ اس لئے ہمارا بھی یہی فرض ہے۔ کہ ہم موقع اور محل کے مطابق خطبہ جمعہ پڑھا کریں۔ لیکن عربی میں نہیں۔ بلکہ اُس زبان میں جس کو لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہوں۔ اگر عربی سمجھ سکتے ہوں تو عربی میں۔ اگر اردو سمجھ سکتے ہوں تو اردو میں۔ لیکن افسوس اُمتِ محمدیہ کے علماء کی آج کیا حالت ہے۔ وہ "علماء" کہلانے کے باوجود دنیا میں ایک ایسا فتویٰ شائع کرتے ہیں۔ جو عقل و نقل کے صریح خلاف ہے۔ اور جس میں مسلمانوں کی یقیناً ہلاکت مخفی ہے۔ خدا ایسے نام نہاد "علماء" کے وجود سے اپنی اُمتِ محمدیہ کو ہمیشہ محفوظ رکھے۔

(محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان دارالامان)

سوال:۔ کیا آپ نے فاروق کیوسطے اس سال کسی کو خریدار بنایا ہے یا نہیں دیا! اگر نہیں دیا تو براہ کرم جدید خریدار عطا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ منیجر

دیانندی مشن

"مصر میں گائے کی پرستش"

"مقدس سانڈ کے لئے مندر اور مکان"

(۲)

"مصر ایک ایسا ملک ہے۔ جو دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ وہ سوائے ہندوستان کے باقی ممالک میں سب سے قدیم ہے۔ یورپ کے آثار قدیمہ کے ماہرین بھی یہ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ قبطی قوم کا ملک مسیح سے بارہ ہزار سال پہلے بھی آباد و شاد تھا۔ اور یہ ملک نہایت عجیب و غریب چیزوں کا مسکن تھا۔

مصر کی دو چیزیں یادگار زمانہ ہیں۔ ایک تو مصالحہ لگی ہوئی لاشیں۔ دوسری مقدس گائیں۔ واضح رہے۔ کہ کسی قدیم زمانہ میں جو اب سے کئی ہزار سال پہلے کا ہے۔ مصر میں گئو کی عزت اسی طرح کی جاتی تھی۔ جیسے کہ اب تک ہندوستان میں کی جاتی ہے۔ اُس کے مرنے پر اُس کو بڑے احترام کے ساتھ زمین کے سپرد کیا جاتا تھا۔

گئو کا جو احترام قدیم مصر میں ہوتا تھا۔ اُس کا ایک ثبوت یہ ہے۔ کہ ایک خاص قسم کے سانڈ کو مندر میں رکھا جاتا تھا۔ اور اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس کے بیٹھنے اور سونے کے لئے قالین بچھائے جاتے تھے۔ اس کے لئے خاص قسم کی غذائیں مہیا کی جاتی تھیں۔ اور اس کے مرنے پر تمام ملک میں عام طور سے ماتم کیا جاتا تھا۔

مقدس سانڈ کے لئے دو جگہ مقرر کی گئی تھیں۔ جن کی بابت شاہ مصر کو خواب میں دیوی نے بشارت دی تھی۔ ایک جگہ "ارنت" کہلاتی تھی۔ اور دوسری کا نام "نقارہ" تھا۔ ان دونوں جگہ سانڈ کے رہنے کے لئے مندر بنے ہوئے تھے۔ اور اُن کے نزدیک قبرستان تھے۔ جن میں گئوؤں کو بڑی عزت کے ساتھ دفن کیا جاتا تھا۔

برطانیہ میں جو اصحاب مصر کے قدیم حالات کے ماہر اور متلاشی ہیں۔ اُن کی کوشش سے قدیم شاہانِ مصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۔ مسلمان اس حالت میں حیث القوم اس تحریک سے الگ ہیں۔ لیکن پشاور میں گورنمنٹ سے سخت غلطی ہوئی ہے میں پرائیویٹ علم کی وجہ سے جانتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر مقامی حکام نے ضبط نفس سے کام نہیں لیا۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کے دلوں کا استمالہ کرے۔ اور پشاور کی غلطی کا آئندہ سدباب کرنے کے علاوہ ایسے طریق اختیار کرے۔ جن سے یہ زخم بھی مندمل ہو جائیں۔

۶۔ مسلمانوں کو یہ شبہ ہے۔ کہ گورنمنٹ فیصلہ کرتے وقت ان کے حقوق کو ہندوؤں کے شور کی وجہ سے تلف کر دیگی اس کا ازالہ ہونا چاہیئے۔

۷۔ سارداایکٹ کے بارہ میں گورنمنٹ سے سخت غلطی ہوئی ہے میں خود بچپن کی شادیوں کا سخت مخالف ہوں۔ اور اپنی جماعت کی ایسی شادیوں کو رد کر چکا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے اس امر کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ ایک کثیر التعداد جماعت سوشل اصلاح کے نام سے قلیل التعداد جماعتوں کے ذاتی معاملات میں دخل دے۔ بچپن کی شادی زیادہ تر ہندوؤں میں تھی۔ اور بیوہ کی شادی ہونے کے سبب سے اس کا نقصان بھی انہیں کو پہنچتا تھا۔ اس قانون نے مسلمانوں کو ڈرا دیا ہے۔ کہ آئندہ گورنمنٹ کی مدد سے گائے کے ذبیحہ اور شادی بیاہ وغیرہ کے متعلق بھی ہندو قانون پاس کرا دیئے اس جوش کے دبانے کی بھی کوئی صورت ہونی چاہیئے۔ محض گرفتاریوں کے التوا سے اس بارہ میں لوگوں کا جوش ٹھنڈا نہیں ہو سکتا۔ میں آخر میں پھر آپ کو اپنی اور جماعت احمدیہ کی وفاداری اور تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے لئے کام کی بہتر فضاء پیدا کرنے کے لئے آپ بھی اوپر کے امور کے متعلق ہمدردانہ غور کریں گے۔

(دستخط) مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ ۲۵/۳۰

ڈی او نمبر ۵۸۹۶ جی ایم

وائسرائیگل لاج۔ شملہ ۲۳/۵/۱۹۱۹

مکرمی مرزا صاحب

میں حسب ایما ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند جناب کے خط مورخہ ۲۵/۳۰ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ہز اکسیلنسی نے جناب کے خط کا بہت غور سے مطالعہ فرمایا ہے۔

آپ نے جو بحیثیت امام جماعت احمدیہ اپنی قوم کی طرف سے حکومت کے ساتھ وفاداری اور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ وہ ہز اکسیلنسی کے دلی مسرت کا موجب ہوا ہے۔ یہ اظہار تعلق جماعت احمدیہ کی دیرینہ روایات اور گذشتہ شاندار ریکارڈ کے عین مطابق ہے۔

عام طور پر ہندوستانیوں میں ملکی ترقی اور ذمہ دارانہ حکومت خود اختیاری کے حصول کے لئے جو جذبات اور گہرے احساسات موجود ہیں۔ ہز اکسیلنسی ان سے کما حقہٗ واقف اور آگاہ ہیں۔ اور وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ گذشتہ اکتوبر سے ہز میجسٹی کی حکومت کے متواتر اعلانات اور ان کے اپنے بیانات نے اس امر کو قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ چاہتی ہے۔ کہ ان آرزوؤں اور تمناؤں کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ بہترین طریقے پر عملی جامہ پہنایا جائے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد ہز اکسیلنسی نے مختلف جماعتوں کے مشہور نمائندوں کے ساتھ متواتر تعلق قائم رکھا ہے۔ اور انہیں یقین ہے۔ کہ مختلف صوبہ جات کے گورنروں نے بھی اپنے اپنے صوبہ کے ذی اثر احباب سے ایسا ہی تعلق رکھا ہوگا۔ ممکن ہے۔ کہ وہ وقت بھی آجائے۔ جب کہ ملک میں امن اور آئینی ترقی کے خواہشمندوں کی ایک باقاعدہ کانفرنس طلب کرنے کو بھی مناسب سمجھا جائے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو اس وقت آپ کی پیش کردہ تجاویز کو بھی ضرور زیر غور لایا جائے گا۔ لیکن اس دوران میں اگر آپ کے نزدیک بعض عملی تجاویز ایسی ہوں۔ جن پر فوری عمل کرنا ضروری ہو۔ تو ہز اکسیلنسی کی رائے ہے۔ کہ آپ انہیں گورنر پنجاب کے نوٹس میں لے آئیں۔

اس سے زیادہ بے بنیاد خیال اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ گورنمنٹ آزادی ملک کے جائز جذبات کو دبانا چاہتی ہے۔ اور وہ تمام ذرائع جو ناواجب امن شکنی اور قائم شدہ حکومت کو تباہ کرنیکی کوششوں کی وجہ سے گورنمنٹ کو اختیار کرنے پڑے ہیں۔ انہیں محض قانون کے احترام کے قائم رکھنے اور ملک کے انتظام کو باامن طور پر چلانے اور افراد کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

ہز اکسیلنسی نے پریس آرڈیننس کے اجرا کے متعلق آپ کے خیالات کا مطالعہ کیا ہے۔ انہیں یقین ہے۔ کہ آپ کا خیر خواہ کانگریس کئی موقعوں پر ضمانت طلب کرنے سے پہلے دوستانہ انتباہ کیا گیا ہے۔ اور اس کا اثر بھی بہت اچھا ہوا ہے ہز اکسیلنسی کو اس بات کا بھی علم ہے۔ کہ جب کسی اخبار سے ضمانت طلب کرنا ضروری خیال کیا گیا ہے۔ تو زر ضمانت کی تعین جرم کی وسعت اور اشاعت اخبار کو مدنظر رکھکر کی جاتی رہی ہے۔ اور اخبار کے دیگر خاص حالات کا بھی خاص لحاظ رکھا جاتا رہا ہے۔

ہنگامہ پشاور کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ آپ اس امر سے آگاہ ہوں گے۔ سرنارمن بولٹن کے اعلان کے مطابق گورنمنٹ نے تحقیقات کے لئے دو ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ اس کی اشاعت کے نتائج کا انتظار کرنا ضروری ہے۔

سارداایکٹ کے متعلق آپ کی رائے کو ہز اکسیلنسی نے خاص دلچسپی سے پڑھا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک مذہبی جماعت کے امام کی طرف سے اس بارہ میں جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ خاص توجہ کے مستحق ہیں چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے حال ہی میں لوکل گورنمنٹوں سے سارداایکٹ اور بعض دوسرے پرائیویٹ قانونی مسودات کے متعلق جو اسمبلی کے ممبروں کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں یا مسودہ کی صورت میں آچکے ہیں مشورہ طلب کیا ہے۔ اور ان کی طرف سے جوابات آنے پر اس سوال پر پوری احتیاط کے ساتھ غور کیا جائیگا۔

ہز اکسیلنسی کو امید ہے۔ کہ آپ اس بدگمانی کو رفع کرنے کے لئے جس کا آپ نے اپنے خط کے پیراگراف ۶ میں کیا ہے اپنے اثر کو کام میں لائیں گے۔

ہز میجسٹی کی گورنمنٹ ہمیشہ اس امر پر زور دیتی رہی ہے کہ گول میز کانفرنس میں تمام قوموں اور خاص ذمہ واری رکھنے والی جماعتوں کی نمائندگی کا ضرور خیال رکھا جائے گا۔ اور ہز اکسیلنسی کے اپنے اعلان مورخہ ۱۳ رمئی میں بھی اس امر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۳۲۴۳

میں محمد اکبر ولد ملک مدار شاہ قوم افغان پیشہ زمینداری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴/۱۹۰۵ ساکن ترنگ زرے تحصیل چارسدہ ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد مثلاً زمین زرعی جندرات اور مبانہ جات وغیرہ مبلغ ۶۰۰۰ روپیہ کی ہے۔ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کہ اس حساب سے مبلغ ۶۰۰ روپے ہوتے ہیں۔ جو میں اپنی حین وحیات میں ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر میری زندگی میں بدوصیت ادا نہ ہو۔ تو میرے ورثا کو دینے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ چاہیئے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میری جائداد سے وصول کریں اور اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد مزید ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ محمد اکبر موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ سمیع الدین بقلم خود۔ گواہ شد۔ عادل شاہ بقلم خود۔

وصیت ۳۱۳۷

میں محمد ابراہیم ولد عبدالغفار قوم ڈار کشمیری پیشہ ملازمت عمر قریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن موضع دولت نگر ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمدنی مبلغ ۱۹ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد:۔ محمد ابراہیم بقلم خود حال وارد قادیان۔

گواہ شد:۔ فضل الٰہی بقلم خود سکنہ لالہ موسیٰ حال وارد قادیان۔

گواہ شد:۔ محمود احمد احمدی موضع کبانہ حال وارد قادیان۔

وصیت نمبر ۳۲۲۳

میں محمد شفیع ولد سیاں نبی بخش صاحب مرحوم قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن موضع ڈنڈ پور حصرو دیاں ضلع سیالکوٹ حال صدر بازار ناگپور C.P. بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب مرحوم کا متروکہ ایک مکان خام ہے۔ جس میں ابھی میری دو ہمشیرگان اور محترمہ والدہ صاحبہ بھی حق وراثت رکھتی ہیں۔ میری ماہوار آمدنی یعنی تنخواہ ۵۰ روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ ۵ روپیہ ماہوار الاؤنس ہے۔ جو ہنوز مجھے ملنا شروع نہیں ہوا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ محمد شفیع احمدی بقلم خود

گواہ شد:۔ عبدالرحیم احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ ناگپور ۲۷/۳/۳۰

گواہ شد:۔ محمد صادق احمدی ٹیلیفون کلرک جی۔ این ریلوے ناگپور۔ ۲۷/۳/۳۰

بہرے سننے لگے ۱۳۷

جو لوگ بہرہ ہیں۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں۔ انہیں اورل ہرب کمپاؤنڈ کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب دوا سے بے شمار ایسے مریضوں کو جو عرصہ سے امراض بالا میں مبتلا تھے اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافی طور سے افاقہ ہو گیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو "اورل ہرب کمپاؤنڈ" کا استعمال کراتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس تین روپے۔ محصول ڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت ملنے کا پتہ

راورل میڈیکیشن کمپنی ۱۶۰ برک بیک روڈ بیکن ہیم انگلستان۔

Aural Medication Co.
160 Birkbeck Road
Beckenham
England.

ڈاکٹر ۱۳۷

محمد عبدالرحمن صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے

کنگ آف ٹانکس

کے اجزاء کو دیکھا ہے۔ جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید مرکب ہے۔

کنگ آف ٹانکس

اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا ہے۔

قیمت ۶۰ گولی متہ ۳۰ گولی للہ ۲ روپے محصول ڈاک۔

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ کیلشیم اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے۔

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ اور ہسٹریا کے لئے ازحد مفید ہے۔

شربت فولاد:۔ دل اٹھہرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔

شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے۔

شربت فولاد:۔ کے بیٹھا ہونے سے ہر ایک عورت مشوق سے استعمال کرتی ہے۔

شربت فولاد:۔ کا ایک چھوٹا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں۔

شربت فولاد:۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے۔ محصول ڈاک ۸ر

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

نوٹ:۔ فرمائش کے ساتھ اخبار کا حوالہ ضروری ہے۔